# شمالی علاقہ جات میں دینی مدارس کا کردار

مولانا عطاء اللہ شہاب

۲۸ہزار مربع میل پر مشتمل پاکستان کے شمالی علاقہ جات اپنے جغرافیائی محل وقوع کے اعتبار سے ملک کے انتہائی حساس علاقے ہیں، یہ علاقے تاریخی، جغرافیائی اور بین الاقوامی معاہدات اور قوانین کے مطابق ریاست کشمیر کا حصہ ہیں اسی لیے پاکستان کے زیرانتظام ہونے کے باوجود آئینی طور پر پاکستان کا حصہ نہیں ہیں۔

علاقے کی جغرافیائی اہمیت اور حساسیت کے پیش نظر مغربی ممالک کی سرپرستی اور زیرِ سرپرستی میں چلنے والے رفاہی ادارے (NGOs) بڑی سرعت اور جلدی میں علاقے کی انتہائی اہمیت کی حامل اراضی مہنگے داموں خرید رہے ہیں، بڑی پرشکوہ اور شان دار عمارات تعمیر کررہے ہیں اور جو بڑی عمارتیں ہیں انہیں مہنگے داموں کرایہ پر اٹھارہے ہیں، یہ رفاہی ادارے زراعت، صحت عامہ، اسپورٹس اینڈ کلچر اور خصوصیت کے ساتھ تعلیم و ہنر کے عنوان پر خدمات انجام دے رہے ہیں اور ان مختلف شعبوں پر یہ فلاحی ادارے حکومت پاکستان سے کہیں زیادہ رقم خرچ کررہے ہیں، اوپر سے سرکاری مراعات اور سہولیات بھی انہیں میسر ہیں اور آئے روز بڑھتی ہوئی بے روزگاری اور مہنگائی کے تناظر میں یہ فلاحی ادارے نوکری اور دولت کا لالچ دے کر علاقے کی مذہبی غیرت پر مبنی تہذیب اور بودوباش کو مخلوط اور آزاد معاشرہ میں تبدیل کرنا چاہتے ہیں، کسی حد تک کامیابی کے آثار بھی نظر آرہے ہیں۔ مرکزی حکومت سے اس بابت کوئی کردار ادا کرنے کی امید کی جاسکتی ہے۔ مگر یہاں تو الٹے چور کو توال کو ڈانٹے کے مصداق سرکاری و غیرسرکاری سطح پر ان دینی اداروں کو مطعون ٹھہرایا جاتا ہے جو اپنی مدد آپ کے تحت اسی پرائیوٹ سیکٹر میں ان رفاہی اداروں کا اپنی بساط کے مطابق مقابلہ کررہے ہیں اور اگر دیکھا جائے تو انسانی خدمات اور انسانی حقوق کے حسین اور دلکش عنوان کے تحت مذہبی اسپرٹ اور دینی غیرت کو ختم کرنے کے انٹرنیشنل پلان پر عمل پیرا NGOs کا مقابلہ دینی اداروں اور مذہبی فلاحی اداروں کے ذریعہ ہی ممکن ہے کہ :لوہے کو لوہا ہی کاٹتا ہے

شمالی علاقہ جات پانچ اضلاع پر مشتمل ہے۔ 1۔ ضلع گلگت 2۔ ضلع دیامر 3۔ ضلع اسکردو 4۔ ضلع گانچھے (بلتستان) 5۔ ضلع غذر۔ بلتستان کے دونوں اضلاع، اسکردو اور گانچھے میں تقریباً 92 فی صد اہل تشیع ہیں اور کویت کے بعض اہل تشیع شیوخ اور امراء کی بھرپور مالی معاونت سے چلنے والے رفاہی ادارے، "معارفی ٹرسٹ" بڑی خدمات انجام دے رہا ہے اور اہل تشیع کی جانب سے اسی ٹرسٹ کے زیرانتظام اسوہ پبلک اسکول کے نام سے کئی معیاری اسکول کام کررہے ہیں جب کہ آٹھ میں سے چھ فی صد غیر مقلدین سعودی حکومت اور بعض کویتی مخیر شیوخ کے تعاون سے اپنے افکار و نظریات کی تبلیغ و پرچار کرنے میں مشغول و مصروف عمل ہیں۔ ظاہراً عمومی انداز دعوت اپنائے جانے کے باوجود اندرون خانہ حنفی اہلسنت کے خلاف ہی سرگرم عمل رہتے ہیں۔ ان حالات میں بلتستان جیسے اہم خطے میں جامعہ اسلامیہ اسکردو، بنینجامعہ اسلامیہ اسکردو للبنات اور جامعہ صدیقہ تبراہ خپلو، انجمن اہلسنت بلتستان کے زیرانتظام اپنی خدمات انجام دے رہے ہیں۔ مساجد کی تعمیر، مکاتیب قرآنیہ کا قیام اور ائمہ و قراء کا تعین و تقرر بھی یہی انجمن اہلسنت بلتستان کرتی ہے۔ اس وقت اسکردو، شگر، براہ، خپلو اور کئی مواقع پر طلبا و طالبات کی تقسیم کے ساتھ ساتھ ان کے لیے مفت رہائش، مفت کھانا پینا، لباس اور درسی ضرورت کی کتابیں بھی یہی انجمن

اہلسنت فراہم کرتی ہے۔انجمن کے صدر مفتی سرور ہیں جو مہتمم جامعہ اسلامیہ اسکردو ہونے کے علاوہ ان پروگراموں کے انچارج بھی ہیں جبکہ اس مربوط اور منظم سلسلے کو اس منظم انداز میں چلانے والے مرد درویش مولانا حق نواز صاحب ہیں جو انجمن کے سیکرٹری جنرل بھی ہیں۔

جبکہ ضلع غذر میں جہاں ۸۰ فی صد آبادی اسماعیلیہ (آغاخانی) ہیں اور آغاخان فاؤنڈیشن نیٹ ورک (Agha Khan Foundation Network) پورے زور و شور کے ساتھ اپنا سلسلہ جاری رکھا ہوا۔

آغاخان ایجوکیشنل سوسائٹی، آغاخان میڈیکل بورڈ اینڈ سینٹر، آغاخان اسپورٹس اینڈ کلچر سوسائٹی اور آغاخان رورل اسپورٹس پروگرام چوبیس گھنٹے بڑی محنت، لگن اور ایک مخصوص جذبے کے تحت اپنی خدمات انجام دے رہے ہیں۔ آغاخانی یونٹی بڑے منظم انداز میں اپنا کام چلا رہی ہے ان کا ہر فرد ایک منظم منصوبہ کے تحت اپنی کیمونٹی کا جز پرزہ بن کر اپنی خدمات بجالا رہا ہے جس سے دیگر لوگوں کی طرح اہلسنت کی آبادی اور وہ بھی غریب اور پسماندہ علاقوں اور دیہات کے اہلسنت بڑی حد تک ان پروگراموں سے متاثر ہو رہے ہیں۔ خصوصیت کے ساتھ تعلیم اور طب کے میدانوں میں نہایت معمولی فیس کی سہولت سے اہلسنت کے غریب غرباء تعلیم اور علاج معالجہ کے نام پر بڑے فتنے میں مبتلا ہو رہے ہیں۔ان علاقوں میں غربت اور افلاس نے یہ حال کر چھوڑا ہے کہ ان کا مقابلہ سر دست ناممکن نہیں تو بڑی حد تک مشکل ضرور ہے ان کٹھن حالات میں جمعیت تعلیم القرآن ٹرسٹ، صدیقی ٹرسٹ کراچی اور بعض دیگر دینی مدارس بڑا کردار ادا کر رہے ہیں اور دینی علوم خصوصاً قرآنی تعلیمات کے فروغ، عقائد کی درستگی اور دیگر روزمرہ کے مسائل عامۃ المسلمین کی راہنمائی کا فریضہ انجام دے رہے ہیں۔ ضلع غذر کے مشہور علاقے اشکومن، یاسین، گولپن اور گاہکوچ وغیرہ میں مختلف مساجد میں ائمہ کا تعین و تقرر اور قرآن مکاتیب کا اجراء پر جمعیت تعلیم القرآن ٹرسٹ بڑا توجہ مرکوز کیے ہوئے ہے۔ جبکہ صدیقی ٹرسٹ، گلگت کی مشہور و معروف دینی درس گاہ جامعہ اسلامیہ نصرت الاسلام کے ذمہ داران کی قیادت و ذمہ داری میں ضلع غذر کے دور دراز اور پسماندہ علاقوں میں موسم سرما میں سردی سے بچاؤ کے لیے کوٹ، کمبل اور جوتے وغیرہ وافر مقدار میں سالانہ تقسیم کرتا ہے جبکہ مقامی حضرات علمائے کرام کے اہتمام میں چلنے والا دارالعلوم غذر واقع داماس دن دگنی اور رات چوگنی ترقی کے منازل طے کیے جا رہا ہے۔ جناب مفتی شیر زمان اور ان کے رفقاء بڑی جانفشانی اور اخلاص سے اہلسنت کی تعلیم و تدریس اور اصلاح عقائد کے ساتھ ساتھ عام روزمرہ کے مسائل میں بھی مذہبی و دینی راہنمائی کرتے رہتے ہیں جو کہ ان علاقوں میں بہت بڑی دینی خدمت ہے۔ اللھم بارک فیہ۔

شمالی علاقہ جات میں ضلع دیامر وہ واحد ضلع ہے جہاں پر اہلسنت اور وہ بھی حضرت امام اعظم ابو حنیفہؒ کے مقلد ۹۵ فی صد ہیں اور جہاں پر NGOs کی تبلیغ، تشہیر اور گرفت بڑی ڈھیلی ہے جس کی بنیادی وجہ وہاں کے علماء کرام اور مذہبی طبقے کی وہ منظم غیرت ہے جو انھیں ہر قسم کی قربانی کے لیے ہمہ وقت مستعد اور تیار رکھتی ہے، اس ضلع میں چھوٹے بڑے تقریباً تیس دینی مدارس ہیں۔ بڑے مدارس جہاں پر کتب کی تعلیم و تدریس ہوتی ہے ان کا نظم و نسق، طریقہ درس و تدریس اور نصاب تعلیم قدیم کوہستانی طرز پر قائم ہے کہ بعض مدارس میں فنون کی چند مخصوص کتب کی تدریس ہوتی ہے ان کا نظم و نسق، طریقہ درس و تدریس اور نصاب تعلیم قدیم کوہستانی طرز پر قائم ہے کہ بعض مدارس میں فنون کی چند مخصوص کتب کی تدریس ہوتی ہے اور بعض دیگر مدارس میں کچھ دیگر فنون کے درس کا سلسلہ قائم رہتا ہے۔ ان مدارس میں زیادہ سے زیادہ تین سے چار اساتذہ کرام تدریسی خدمات انجام دیتے ہیں ان مدارس کا نہ کوئی مستقل ذریعہ آمدن ہوتا ہے جہاں وہ اپنا گزارہ کر سکیں اور نہ عام مدارس کی طرح کوئی چندہ کا سلسلہ ہوتا ہے بلکہ اہل علاقہ ان مدارس کی اپنی بساط کے مطابق کفالت کرتے ہیں۔ تھوڑے بہت مدارس نے وفاق المدارس العربیہ سے الحاق کیا ہے اور کافی کچھ مدارس اس الحاق کے حوالے سے غور و فکر اور مشاورت کے مراحل سے گزر رہے ہیں۔

ضلع دیامر کے چلاس، داریل، تانگیر اور استور کے علاقوں میں حضرات علمائے کرام نے درس قرآن کے عنوان سے قرآنی تعلیمات کی بڑی خدمات انجام دی ہیں اور اب بھی بفضلہ تعالیٰ انجام دے رہے ہیں اور یہ سلسلہ فی اللہ للہ قائم ہے۔ شمالی علاقہ جات کا ہیڈ کوارٹر

ضلع گلگت ہے۔ گلگت کے شہری حلقوں اور بعض دیہی علاقوں میں اہلسنت کی اکثریت ہے جبکہ بیشتر شہر گلگت کے مضافاتی علاقوں میں اہل تشیع اچھی خاصی تعداد میں ہیں اور اسماعیلیہ حضرات گلگت میں بنسبت اہلسنت اور اہل تشیع کے قلیل ہیں۔

شمالی علاقوں کی سیاسیات، تجارت، تعلیم و ہنر اور کھیل کود کا مرکز گلگت ہے اور سیاحت کے حوالے سے غیر ملکیوں کی آمد اور کثرت آمد بھی گلگت میں ہوتی ہے اس لیے کہ مشہور زمانہ وادی ہنزہ اور پاک چائنہ بارڈر اسی ضلع گلگت میں واقع ہے اور تمام بڑی این۔ جی۔ اوز کے مرکزی دفاتر بھی یہاں گلگت میں واقع ہیں اور مذہبی حوالے سے منظم فسادات بھی شمالی علاقہ جات کے فقط اسی ضلع گلگت میں رونما ہوتے ہیں۔ ۲۰ کے قریب این۔ جی۔ اوز بڑے منظم انداز میں یہاں پر اپنا کام کر رہی ہیں خصوصاً آغا خان فاؤنڈیشن مختلف شعبہ ہائے حیات میں بڑا مثالی کام کر رہا ہے۔ تعلیم کے میدان میں، نرسری، پرائمری، مڈل، انٹرمیڈیٹ اور یونیورسٹی سطح تک کام کر رہا ہے۔ سرکاری سرپرستی اور بھرپور اعانت مالی بھی انہیں حاصل ہے۔ حکومت پاکستان پورے شمالی علاقوں پر سالانہ ایک ارب روپے خرچ کرتی ہے جبکہ آغا خان فاؤنڈیشن سالانہ ڈیڑھ ارب سے دو ارب روپے خرچ کرتا ہے۔

ان مشکل حالات میں جامعہ اسلامیہ نصرت الاسلام، دار العلوم جگلوٹ، جامعہ ترتیل القرآن جگلوٹ، جامعہ قاسم العلوم پڑی بنگلہ، جامعہ ابی ھریرۃؓ چکرکوٹ، جامعہ معارف القرآن سکوار، جمعیت تعلیم القرآن ٹرسٹ اپنی بساط سے بڑھ کر دینی خدمات انجام دے رہے ہیں۔ ان مدارس کا کوئی مستقل ذریعہ آمدن نہیں ہے جس سے گزارہ کر سکیں۔ اہل خیر حضرات کے تعاون اور عوامی چندہ سے یہ ادارے چل رہے ہیں۔ وسائل کا فقدان تعلیم پر بہت حد تک اثر انداز ہو رہا ہے۔ ان متذکرہ بالا مدارس میں سوائے جامعہ اسلامیہ نصرت الاسلام کے بقیہ سب مدارس میں فقط شعبہ حفظ و ناظرہ یا پھر ابتدائیہ کا شعبہ قائم ہے اور سارے شمالی علاقہ جات میں جامعہ اسلامیہ نصرت الاسلام ہی وہ ادارہ ہے جہاں پر موقوف علیہ تک کی کتب کی تعلیم و تدریس ہوتی ہے۔ اس جامعہ میں فاضل دیوبند حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ کے تلمیذ رشید جناب مولانا نذیر اللہ خان دامت برکاتہم کی قیادت میں سترہ جید علمائے کرام تدریسی خدمات انجام دے رہے ہیں۔ دار الافتاء کا شعبہ بھی ہے نیز یہاں پر کمپیوٹر کی تعلیمی سہولیات بھی موجود ہیں۔ ادارہ ہذا کے زیر اہتمام شہر میں ۲۰ سے زائد بنات و بنین کے مکاتیب قرآنیہ حفظ و ناظرہ کے سلسلے کو قائم کیے ہوئے ہے۔ نیز علاقے کے بہت سارے مدارس کو سالانہ کچھ رقم بھی دیتا ہے اور رفاہ عامہ کی خاطر مختلف مدات میں علاقے کے دور دراز اور پسماندہ لوگوں کی مختلف اجناس کی صورت میں معاونت بھی کرتا ہے۔ اس کے علاوہ ہیاۃ الاغاثۃ الاسلامیہ کے زیر انتظام گلگت شہر میں یتیم بچوں اور یتیم بچیوں کے لیے دو ادارے، دار عماد بن یاسرؓ اور دار سمیہؓ کام کر رہے ہیں اور یتامیٰ کی اچھی کفالت کرتے ہیں۔ نیز سابق ڈی سی محمد شریف اور مولانا عبد الرحمان کے تعمیر کردہ مدارس البنات بڑی تیزی سے کام کر رہے ہیں۔

شمالی علاقوں کے ان تمام مدارس میں سے کل پندرہ مدارس کا وفاق المدارس سے الحاق ہے جس میں سے بارہ مدارس بنین کے ہیں جبکہ تین مدارس بنات کے ہیں، ان مدارس کے دیکھا دیکھی اہل تشیع بھی مدارس قائم کر رہے ہیں۔ حکومت ایران کے تعاون سے قائم جعفریہ ٹرسٹ مالی سرپرستی کرتا ہے۔ ان مدارس کے علاوہ مختلف مساجد میں بعض مساجد کے ائمہ کرام تحفیظ القرآن کی کلاسیں قائم کر کے بڑی محنت کر رہے ہیں ایسے ائمہ کرام کے پاس تفصیلاً جانا ہوا ان کی کارکردگی اور بچوں کی قابلیت دیکھ کر بڑا رشک آیا۔

لیکن اس تمام تر حقائق کے باوجود ایک زندہ مگر تلخ حقیقت یہ ہے کہ پورے شمالی علاقہ جات میں کہیں بھی دورۂ حدیث نہیں ہوتا اور کہیں بھی تخصص فی الفقہ کی کلاس نہیں ہوتی اور کسی بھی مدرسہ میں کوئی خانقاہی سلسلہ قائم نہیں ہے جس کی بناء پر شمالی علاقہ جات کے طلباء پاکستان کے بڑے بڑے شہروں کا رخ کرتے ہیں چنانچہ کراچی، پنجاب، سرحد اور آزاد کشمیر کے بڑے بڑے جامعات اور مدارس میں شمالی طلباء ملیں گے جہاں پر وہ اپنی علمی تشنگی دور کرنے کا سامان کرتے ہیں۔ اب ان طلباء میں بعض ذی استعداد فضلاء سامنے آرہے ہیں جو شمالی علاقہ جات کے مستقبل کی افق پر حدیث، فقہ اور خانقاہی سلسلے کو قائم و آباد کر سکتے ہیں۔ وما ذلك على الله بعزیز